پچیسواں باب

نماز جنازہ میں الحمد شریف کی تلاوت نہ کرو

احناف کے نزدیک نماز جنازہ میں تلاوت قرآن مطلقاً خلاف سنت ہے اس میں نہ تو سورۃ فاتحہ پڑھی جاوے نہ کوئی اور سورت کہ اس نماز میں صرف حمد الٰہی۔ درود شریف اور دعا پڑھی جاوے ہاں اگر الحمد شریف یا کوئی دوسری سورت ثناء الٰہی یا دعا کی نیت سے پڑھے تو جائز ہے، تلاوت کی نیت سے جائز نہیں۔ تلاوت اور دعا کی نیتوں کے احکام مختلف ہیں۔ دیکھو ناپاکی (جنابت) کی حالت میں آیت قرآنی تلاوت کی نیت سے پڑھنا حرام ہے، دعا کی نیت سے پڑھنا درست ہے۔ کسی نے پوچھا، آپ کا مزاج کیسا ہے ہم نے کہا: الحمد للہ رب العلمین اگر ہم ناپاکی کی حالت میں ہوں تب بھی یہ کہہ دینا جائز ہے۔ لیکن اگر تلاوت قرآنی کی نیت سے یہ آیت پڑھی تو سخت جرم ہے، مگر غیر مقلد وہابی کہتے ہیں کہ نماز جنازہ میں تلاوت قرآن کی نیت سے سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اس لئے ہم اس باب کی بھی دو فصلیں کرتے ہیں، پہلی فصل میں اپنے دلائل، دوسری فصل میں ان پر سوال و جواب۔

پہلی فصل

اس مسئلہ پر دلائل

قرآن کریم فرماتا ہے:

ولاتصل علٰی احدمنهم مات o (توبہ:۸۴)

ترجمہ: منافقین میں سے کوئی مرجائے تو آپ اس پر جنازہ نہ پڑھیں۔

آیت کریمہ میں نماز جنازہ کو صلوٰۃ فرمایا مگر ساتھ میں ''علٰی'' ارشاد فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ یہ نماز در حقیقت دعا ہے۔ عرفی نماز نہیں جیسے رب فرماتا ہے:

صلوا علیه وسلموا تسلیما o (احزاب:۵۶)

ترجمہ: اے مسلمانو! تم نبی پر درود و سلام پڑھو۔

یہاں صلوا علیه میں نماز نہیں بلکہ درود دعا مراد ہے۔ کیونکہ اس کے بعد علٰی ارشاد ہے جب صلوۃ کے بعد علٰی ہو تو وہ بمعنی دعا رحمت ہوتی ہے نہ کہ عرفی نماز اور ظاہر ہے کہ سورۃ فاتحہ و تلاوت قرآنی عرفی نماز کا رکن ہے نہ کہ دعا کا۔

دعا کے لئے تو حمد الٰہی و درود شریف چاہئے چونکہ جنازہ درحقیقت دعا ہے نہ کہ عرفی نماز۔ لہٰذا اس میں تلاوت قرآن کیسی۔ اسی لئے اس میں رکوع سجدہ نہیں اور اس میں میت کو آگے رکھا جاتا ہے۔

حدیث ۱: مؤطا امام مالک میں بروایت نافع عن ابن عمر ہے:

ان عبداللہ ابن عمر کان لایقرء فی الصلوٰۃ علی الجنازۃ۝ (فتح القدر)

ترجمہ: سیدنا عبداللہ ابن عمر نماز جنازہ میں تلاوت قرآن نہ کرتے تھے۔

حدیث ۲: اسی مؤطا امام مالک میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عمن سئل اباھریرۃ کیف تصلی علی الجنازۃ فقال ابوھریرۃ انا لعمرك اخبرك اتبعھا من اھلھا فاذا وضعت کبرت وحمدت اللہ وصلیت علیٰ نبیہٖ ثم اقول اللھم عبدك وابن عبدك وابن امتك کان یشھد الخ۝ (فتح)

ترجمہ: روایت ہے اس سے جس نے حضرت ابوہریرہ سے پوچھا کہ وہ نماز جنازہ کیسے پڑھتے ہیں، تو آپ نے فرمایا: تمہاری عمر کی قسم میں بتاتا ہوں میں میت کے گھر سے اس کے ساتھ جاتا ہوں جب میت رکھی جاتی ہے تو تکبیریں کہتا ہوں اور اللہ کی حمد، اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود عرض کرتا ہوں پھر یہ دعا پڑھتا ہوں: الٰہی تیرا یہ بندہ تیرے فلانے بندے فلانی بندی کا لڑکا توحید و رسالت کی گواہی دیتا تھا الخ۔

غور کرو، کہ حضرت ابوہریرہ کی بتائی ہوئی نماز جنازہ میں حمد، درود، دعا کا ذکر تو ہے مگر تلاوت قرآن کا بالکل ذکر نہیں معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرام جنازہ میں تلاوت قرآن نہ کرتے تھے۔

حدیث ۳،۴: ابوداؤد ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی:

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ صلیتم علی المیت فاخلصوا لہٗ الدعاء۝

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھو تو اس کے لئے خاص دعا کرو۔

ہم لوگ اس حدیث کے معنی کرتے ہیں کہ جب تم میت پر نماز پڑھ لو تو خلوص دل سے اس کے لئے دعا مانگو اس سے دعا بعد نماز جنازہ کا ثبوت ہے مگر حضرات وہابی اس کے معنی یہ کرتے ہیں کہ جب تم میت پر نماز پڑھو تو نماز میں خالص دعا کرو۔

ان کے اس معنی سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز جنازہ میں تلاوت قرآن نہیں صرف دعا ہے کہ خالص اس کو کہا جاتا

ہے کہ جس میں اور چیز کی ملاوٹ نہ ہو۔تو ان کے ہاں مطلب یہ ہے کہ جیسے نمازوں میں تلاوت، رکوع، سجدہ، التحیات و دعاوغیرہ سب کچھ ہوتی ہے اس جنازہ کی نماز میں بجز دعا کے کچھ نہ ہو، رہی حمدودرود، یہ دعا کے توابع سے ہے کہ دعا کے آداب میں سے ہے۔ بہرحال یہ حدیث ان کے معنی سے ہی انہی کے خلاف ہے اور احناف کی تائید کرتی ہے۔

حدیث۵تا۱۶: عینی شرح بخاری جلد دوم ص ۱۵۴ باب **قرءۃ الفاتحۃ علی الجنازۃ** میں حسب ذیل احادیث ہیں:

ومن کان لایقرء فی الصلٰوۃ علٰی جنازۃ وینکر عمر ابن الخطاب وعلی ابن ابی طالب وابن عمر وابو ھریرۃ ومن التعابعین عطاء وطاؤس وسعید ابن المسیب وابن سیر ین وسعید ابن جبیر والشعبی والحکم قال ابن المنذر وبہٖ قال مجاھد و حماد والثوری وقال مالك قراء ۃ الفاتحۃ لیست معمولا بھا فی بلدنا فی صلٰوۃ الجنازۃo

ترجمہ: اور جو حضرات نماز جنازہ میں تلاوت قرآن نہ کرتے تھے اور اس کا انکار کرتے تھے، ان میں حضرات عمر ابن خطاب، علی ابن ابی طالب، ابن عمر اور ابو ہریرہ ہیں اور تابعین میں سے حضرات عطاء، طاؤس، سعید ابن مسیّب، محمد ابن سیرین، سعید ابن جبیر، امام شعبی اور حکم ہیں۔ابن منذر کہتے ہیں کہ یہ ہی قول مجاہد اور حماد ثوری کا ہے، امام مالک فرماتے ہیں کہ ہمارے شہر (مدینہ منورہ) میں نماز جنازہ کے اندر سورۂ فاتحہ پڑھنے کا رواج نہیں۔

عقلی دلائل: عقل کا تقاضا بھی یہ ہی ہے کہ نماز جنازہ میں تلاوت قرآن نہ ہو، کیونکہ عام نمازوں میں جیسے تلاوت قرآن رکن ہے ویسے ہی ان میں رکوع، سجدہ، التحیات میں بیٹھنا بھی رکن ہے، اوران نمازوں میں قبر یا میت یا کسی زندہ آدمی کا منہ اپنے سامنے ہونا حرام ہے نماز جنازہ میں نہ تو رکوع، سجود، التحیات ہے اور نہ یہ نماز میت کو آگے رکھ کر ادا کی جاتی ہے، تو معلوم ہوا کہ یہ نماز درحقیقت دعا ہے اور دعا میں حمد، درود تو ہے مگر تلاوت قرآن نہیں لہٰذا نماز جنازہ میں تلاوت بھی نہیں، وہابی حضرات کو چاہئے کہ جب نماز جنازہ میں تلاوت کرتے ہیں تو رکوع سجدہ بھی کیا کریں۔ ہمارے ہاں پنجاب میں نماز جنازہ شروع ہوتے وقت پکار کر ایک آدمی نیت کی یوں تلقین کرتا ہے:

نماز جنازہ فرض کفایہ ثناء واسطے اللہ تعالیٰ کے، درود واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے، دعا واسطے حاضر میت کے منہ طرف کعبہ شریف کے پیچھے اس امام کے اس سے معلوم ہوا کہ عام مسلمان نماز جنازہ کو حمد، درود دعا کا مجموعہ ہی سمجھتے ہیں اسے

مروجہ پنجگانہ نماز نہیں سمجھتے، بہرحال نماز جنازہ میں تلاوت قرآن ممنوع ہے۔

دوسری فصل

اس مسئلہ پر اعتراضات وجوابات

اب تک ہم کو جس قدر اعتراضات مل سکے ہیں، ان کے جوابات عرض کرتے ہیں، اگر بعد میں کوئی نیا اعتراض ملا تو انشاءاللہ اگلے ایڈیشن میں اس کا جواب بھی دے دیا جائے گا۔

اعتراض ۱: مشکوٰۃ شریف باب نماز جنازہ میں بحوالہ بخاری شریف ہے:

عن طلحة ابن عبدالله ابن عوف قال صليت خلف ابن عباس علٰى جنازة فقرء بفاتحة الكتاب و قال لتعلموا انها سنةo

ترجمہ: روایت ہے طلحہ ابن عبداللہ ابن عوف سے، فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس کے پیچھے ایک جنازہ پر نماز پڑھی تو آپ نے سورۃ فاتحہ پڑھی اور فرمایا میں نے اس لئے پڑھی کہ تم جان لو کہ یہ سنت ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور صحابہ کا عمل۔

جواب: اس حدیث سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے چند وجہ سے:

ایک یہ کہ اس روایت میں یہ نہیں آیا کہ جناب ابن عباس نے نماز جنازہ کے اندر سورۂ فاتحہ پڑھی بلکہ ظاہر یہ ہے، کہ نماز کے بعد میت کو ایصال ثواب کے لئے پڑھی ہو جیسا کہ **فقرا** کی ف سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ ف تعقیب کی ہے۔

دوسرے یہ کہ اگر مان لیا جائے کہ نماز کے اندر ہی پڑھی تو یہ پتا نہیں لگتا کہ کس تکبیر کے بعد پڑھی۔

تیسرے یہ کہ اگر اپنی طرف سے کوئی تکبیر بھی مقرر کرلو تو یہ پتا نہیں لگتا کہ بنیت حمد ثناء پڑھی یا بنیت تلاوت، بنیت دعا پڑھنا ہم بھی جائز کہتے ہیں۔

چوتھے یہ کہ آپ کے سورۂ فاتحہ پڑھنے پر سارے حاضرین صحابہ وتابعین کو سخت تعجب ہوا تب ہی تو آپ نے معذرت کے طور پر کہا کہ میں نے یہ عمل اس لئے کیا تاکہ تم جان لو یہ سنت ہے پتا چلا کہ صحابہ کرام نہ تو پڑھتے تھے اور نہ اسے سنت جانتے تھے اسی لئے آپ کو یہ معذورت کرنا پڑی۔

پانچویں یہ کہ آپ نے یوں نہ فرمایا کہ یہ سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ بلکہ لغوی معنی میں سنت فرمایا یعنی یہ بھی ایک طریقہ ہے کہ بجائے دوسری ثناء اور دعا کے سورۂ فاتحہ پڑھ لی جائے۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں۔

چھٹے یہ کہ نبی کریم ﷺ سے کہیں ثابت نہیں ہوا کہ آپ نے نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھی ہو۔

ساتویں یہ کہ بجز سیدنا عبداللہ ابن عباس کے کسی صحابی سے جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا ثابت نہیں، بلکہ نہ پڑھنا ثابت ہے، جیسا کہ ہم فصل اول میں عرض کر چکے ہیں۔ چنانچہ فتح القدیر میں ہے:

ولم تثبت القراء ۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم o

ترجمہ: نبی ﷺ سے جنازہ میں قراءت ثابت نہیں۔

بہرحال اس حدیث سے جنازہ میں فاتحہ پڑھنا ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ بالکل مجمل ہے۔ جس میں بہت سے احتمالات ہیں۔

اعتراض ۲: مشکوٰۃ شریف، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ میں بروایت حضرت عبداللہ ابن عباس ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرء علی الجنازۃ بفاتحۃ الکتاب o

ترجمہ: کہ نبی ﷺ نے جنازہ پر سورۂ فاتحہ پڑھی۔

معلوم ہوا کہ نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔

جواب: اس کے چند جواب ہیں: ایک یہ کہ یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ اس کی اسناد میں ابراہیم ابن عثمان واسطی ہے جو محدثین کے نزدیک منکر الحدیث ہے۔ چنانچہ ترمذی شریف میں اسی حدیث کے ماتحت ہے:

قال ابو عیسیٰ حدیث ابن عباس حدیث لیس اسنادہٗ بذاك القوی ابراھیم ابن عثمان ھو ابو شیبۃ منکر الحدیث o

ترجمہ: ابوعیسیٰ فرماتے ہیں کہ عبداللہ ابن عباس کی یہ حدیث اسناداً قوی نہیں، ابراہیم ابن عثمان منکر حدیث ہیں۔

دوسرے یہ کہ ابوداؤد نے یہ حدیث نقل نہیں کی بلکہ انہوں نے عبداللہ ابن عباس کی حدیث موقوف نقل فرمائی ہے۔ صاحب مشکوٰۃ غلطی سے ابوداؤد کا نام لے گئے (مرقاۃ)

تیسرے یہ کہ اگر حدیث صحیح بھی مان لو تو بھی اس سے نماز جنازہ کے اندر سورۃ فاتحہ پڑھنا ثابت نہیں ہوتا، ہوسکتا

ہے کہ نبی ﷺ نے نماز سے آگے یا پیچھے میت کے ایصال ثواب کے لئے سورۃ فاتحہ پڑھی ہو، یہاں اس کا بیان ہے۔

چنانچہ اس حدیث کی شرح میں اشعۃ اللمعات میں ہے:

واحتمال داردکه برجنازه بعد از نماز یا پیش ازاں بقصد تبرك خوانده باشد چنانکه آلان متعارف است۔

ترجمہ: یعنی احتمال یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ نے نماز جنازہ سے پہلے یا بعد، جنازہ پر برکت کیلئے پڑھی ہو جیسا کہ اب بھی رواج ہے۔

بہر حال اس حدیث سے جنازہ میں تلاوت فاتحہ کا ثبوت ہرگز نہیں ہوتا۔ تعجب ہے کہ حضرات اہل حدیث ہم لوگوں سے جواز یا استحباب ثابت کرنے کے لئے نہایت کھری صحیح ٹکسالی حدیث کا مطالعہ کرتے ہیں اور خود وجوب ثابت کرنے کے لئے ایسی مجمل اور منکر وضعیف حدیثیں پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انصاف کی توفیق دے۔

اعتراض ۳: جب تم نماز جنازہ کو نماز کہتے ہو تو اس میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب مانو حدیث شریف میں ہے:

لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب (بغیر سورۃ فاتحہ کوئی نماز نہیں ہوتی) نماز جنازہ بھی نماز ہے یہ بھی بغیر سورۃ فاتحہ نہ ہونی چاہئے۔

جواب: اس کے دو جواب ہیں: ایک الزامی دوسرا تحقیقی۔

الزامی تو یہ ہے کہ پھر آپ نماز جنازہ میں رکوع سجدہ بھی کیا کریں، کیونکہ نمازوں میں یہ بھی فرض ہے۔ تحقیقی جواب یہ ہے کہ نماز جنازہ نماز نہیں بلکہ دعا ہے اسے نماز کہنا صرف اس لئے ہے کہ اس میں نماز کی بعض شرطیں ملحوظ ہیں، جیسے وضو، قبلہ کو رخ، اگر یہ نماز ہوتی تو اس میں میت کو کبھی آگے نہ رکھا جاتا۔